

20 - لگتا نہیں ہے دل میرا اجڑے دیار میں

بہادر شاہ ظفر

شعر 1-

لگتا نہیں ہے دل مرا اجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں

مفہوم : اس ویران دنیا میں اب میرا دل مزید نہیں لگتا کیوں کہ اس فانی دنیا میں کسی کی مراد پوری نہیں ہوتی ہے۔

تشریح:-

بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے، جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔
اس شعر میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اس اجڑی اور تباہ حال دنیا میں وہ مکمل طور پر بیزار ہیں کیوں کہ ان کی دل چسپی اور دل کشی کا یہاں کوئی سامان نہیں ہے۔ قول ہے:

”دل افسردہ ہو تو آباد شہر قبرستان لگتے ہیں اور دل خوش ہو تو قبرستانوں میں جشن منائے جاسکتے ہیں۔“

بے شک زندگی خیال کا نام ہے۔ دل کی دنیا اگر آباد اور شاد ہے تو باہر کی دنیا بھی آباد اور شاد ہی نظر آتی ہے۔ اس کے برعکس دل کی دنیا اگر اجڑ چکی ہو تو باہر کا سنسار اور دیار بھی اجڑا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کی دل کی دنیا بھی اجڑ چکی ہے کیوں کہ سلطنت کا شیرازہ بکھر جانا، تخت و تاج چھین جانا، اپنے جگر گوشوں کے سر آنکھوں کے سامنے جدا ہوتے دیکھنا اور حرم کی بیبیوں کی عزتیں پامال ہوتے ہوئے دیکھنا معمولی حادثات نہیں ہیں۔ اور صرف یہی نہیں انھوں نے وطن سے دوری کا غم اور قید و بند کی صعوبتیں اور تکلیفیں بھی برداشت کی ہیں۔ ان سب حالات و واقعات نے ان کے دل کی دنیا بالکل ویران کر دی ہے۔ اس لیے انھیں باہر بھی ہر طرف ویرانی ہی ویرانی نظر آتی ہے۔ اس سب کے باوجود وہ خود کو ذرا سی تسلی بھی دیتے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ اس دنیا نے اس قدر ظالمانہ سلوک کیا ہے تو کوئی بات نہیں کیوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کوئی بھی اس دنیا سے سلامت نہیں گیا ہے بلکہ یہاں ہر کوئی اپنے ارمانوں کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھاتے گیا ہے۔ بقول میر

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت

اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

شعر 2-

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

مفہوم : انسان کی چار دن کی زندگی میں سے دو دن آرزوئیں کرنے جب کہ بقیہ دو دن ان آرزوؤں کی تکمیل کے انتظار میں گزر جاتے ہیں۔

تشریح:-

بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے، جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔ اس شعر میں بہادر شاہ ظفر انسان کی بے بسی واضح کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان کس قدر بے بس ہے کیوں کہ ایک تو اس کو زندگی بے حد مختصر ملتی ہے اور دوسرا یہ کہ اس مختصر زندگی میں بھی اس کی آرزوؤں کی تکمیل نہیں ہو پاتی ہے اور وہ یہاں سے رخصت ہو جاتا ہے۔ آرزوئیں انسان کو بے بس کر دیتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان جب تک زندہ ہے، بے آرزو نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ اس دنیا میں آرزوؤں کے حصار میں بری طرح جکڑتا چلا جاتا ہے۔ دراصل ایک آرزو کا تعاقب انسان کو دوسری آرزو سے متعارف کراتا ہے اور اس طرح سلسلہ در سلسلہ آرزوؤں کی ایک زنجیر بنتی چلی جاتی ہے۔ قول ہے:

”اگر آرزو حاصل سے بڑھ جائے تو انسان دکھی ہو جائے گا۔“

انسان کے خمیر میں تجسس ایک فطری بات ہے۔ یہ تجسس ہی انسان میں نئی سے نئی آرزو پیدا کرتا ہے اور وہ عمر کا ایک بڑا حصہ سنہرے خواب بننے میں گزار دیتا ہے۔ جب کہ اس کی عمر کا آخری حصہ ان آرزوؤں کی تکمیل کے انتظار میں کٹتا ہے۔ آرزوؤں کی تکمیل کی خواہش بھی دراصل ایک آرزو ہی ہے۔ اس طرح سے آخر کار ایک انسان ان آرزوؤں کو حسرتوں کا روپ دیتے اور اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ انسان کی یہی بے بسی ہے کہ وہ خواہ جتنی بھی زندگی کیوں نہ پالے، اس کی زندگی آرزوؤں کے حصار میں اور ان کی تکمیل کے انتظار میں ہی تمام ہو جاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسے طویل زندگی بھی مختصر اور بے بس معلوم ہوتی ہے۔

لائی حیات ، آئے ، تھا لے چلی چلے

اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

شعر 3-

بلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے گلہ
قسمت میں قید لکھی تھی فصل بہار میں

مفہوم : بلبل کو باغباں اور صیاد سے کوئی گلہ نہیں ہے کیوں کہ بہار کے موسم میں یوں قید ہونا تو اس کے مقدر میں لکھا تھا۔
تشریح:-

بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔
یہ شعر ایک علامتی شعر ہے جس میں بلبل سے مراد شاعر خود ہے اور باغباں اور صیاد دشما ہی محافظوں اور 'انگریز' کے لیے علامتیں ہیں۔ بہادر شاہ ظفر کہتے ہیں کہ انھیں اپنے محافظوں سے کوئی گلہ ہے اور نہ ہی انگریز سے کوئی شکوہ شکایت ہے کیوں کہ بادشاہت ملنے کے بعد یوں قید ہونا تو ان کے مقدر میں لکھا تھا۔
بقول غالب

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

مطلب یہ کہ اگر کسی سے وابستہ توقعات کو ختم کر لیا جائے تو گلے اور شکوے بھی خود بخود ہی ختم ہو جائیں گے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بہادر شاہ ظفر کو اپنے محافظوں سے دفاع کی کوئی توقع تھی اور نہ ہی انگریز سے رحم کی کوئی امید تھی یعنی وہ حالات کے نتائج سے مکمل طور پر واقف تھے۔ اس لیے اپنی قید پر انھیں دوستوں اور دشمنوں سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ حالت قید میں ان کی بے بسی اور بے چارگی کی وجہ سے بھی وہ کسی سے گلہ و شکوہ نہیں کرتے ہیں۔
کسی سے گلہ و شکوہ نہ کرنے کی ایک وجہ اپنے مقدر پر راضی ہونا بھی ہوتا ہے۔ جب ایک انسان اپنی تمام کوششوں کے باوجود اپنے حالات کو تبدیل نہ کر پائے تو وہ ان حالات کو اپنا مقدر مان لیتا ہے اور مقدر اٹل ہوتا ہے۔ اس لیے بھی شاعر اپنی قید پر کسی سے کوئی گلہ و شکوہ نہیں کرتا ہے کیوں کہ بادشاہت ملتے ہی یوں قید میں جا بیٹھنے کو اس نے اپنا مقدر مان لیا ہے اور یہ جان لیا ہے کہ جو مقدر میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ اس لیے دوستوں یا دشمنوں سے اب شکوہ شکایت بالکل لا حاصل ہے۔

جو لکھی قسمت میں ذلت تو سو ہو
خط پیشانی کوئی کیوں کر مٹائے

شعر 4۔

ان حسرتوں سے کہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغ دار میں

مفہوم : میرا دل حالات کے درد و غم سے تارتا رہو چکا ہے۔ اس لیے اس میں اب مزید کسی حسرت کو باقی رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔
تشریح:-

بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔
اس شعر میں بہادر شاہ ظفر کی بے بسی، مایوسی اور ناامیدی کی انتہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ درپیش حالات و واقعات نے ان کے دل کو چھلنی کر دیا ہے۔ اس لیے ان کے دل میں اب مزید کسی آرزو یا حسرت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ قول ہے:

”جو تمنا حاصل نہ ہو وہ ایک حسرتِ نامتمام بن کر دم توڑتی ہے۔“

دراصل بہادر شاہ ظفر کی آرزوئیں ان کی زندگی میں کم ہی پوری ہوئی تھیں۔ انھیں بڑھاپے میں اس وقت بادشاہت ملی جب سلطنت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ آسان فتح سمجھتے ہوئے ظالم انگریز نے رہی سہی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان کے خیر خواہوں اور شہزادوں کو تہ تیغ کر دیا گیا اور انھیں قید کر دیا گیا۔ جس کے بعد اب ان کی بھلائی اور خیر چاہنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے وہ حالتِ قید میں ہیں جہاں کی تکلیفیں اور اذیتیں انتہائی دردناک ہیں۔ ان حالات میں ان کو دوبارہ اپنی سلطنت اور تخت و تاج واپس ملنا تو درکنار ان کا قید سے آزاد ہونا بھی ناممکن ہے۔ اس لیے ان کی تمام تمنائیں نامتمام حسرتیں بن کر دم توڑ چکی ہیں اور وہ دل برداشتہ ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے ان کی جینے کی چاہت اور تمنا بالکل ختم ہو چکی ہے اور اگر کبھی دل میں ذرا سی بھی تمنا پیدا ہوتی ہے تو وہ فوراً اسے بھی دل سے نکال دیتے ہیں کیوں کہ ان کی تو بس اب صرف موت کی ہی تمنا ہے۔ بقول درد

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک! جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں

شعر 5-

دن زندگی کے ختم ہوئے شام ہو گئی
پھیلا کے پاؤں سوئیں گے گنج مزار میں

مفہوم : میری زندگی کے دردناک دن اب ختم ہونے والے ہیں اس لیے توقع ہے کہ قبر میں راحت کی نیند سو سکوں گا۔
تشریح:-

بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔
اس شعر میں بہادر شاہ ظفر زندگی سے مایوس و ناامید ہوتے ہوئے مرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شکر ہے کہ ان کی زندگی کی شام ہونے کو ہے یعنی وہ عنقریب موت کی آغوش میں جانے والے ہیں۔ قول ہے:

”جس کو زندگی سے محبت نہ ہو، اسے موت کا خوف کیا ہو سکتا ہے۔“

دراصل بہادر شاہ ظفر کی زندگی کا آخری حصہ انتہائی درد اور کرب میں گزر رہا ہے۔ سلطنت ٹوٹنے کا غم، تخت و تاج کے چھن جانے کا غم، خیر خواہوں اور اولاد کی موت کے غم نے بلاشبہ ان کی زندگی کو انتہائی کرب ناک اور دردناک بنا دیا تھا۔ ان کی تکلیفیں پھر بھی ختم نہ ہوئیں اور انھیں قید میں ڈال دیا گیا۔ حالت قید میں جن اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا انھوں نے کیا وہ انتہائی دردناک تھیں۔ جس کے بعد ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ درد اور اذیت سے تعبیر ہو گیا۔ اسی وجہ سے مزید جینے کی ان کی چاہت ختم ہو گئی اور وہ موت کا انتظار کرنے لگے۔

درحقیقت وہ اس بات پر پُر امید ہیں کہ موت جتنی بھی سنگین کیوں نہ ہو، ان کی زندگی کی تکلیفوں اور درد سے زیادہ سنگین نہیں ہو سکتی ہے۔ موت سے اس قدر ان کی چاہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اس بات پر بھی پُر امید ہیں کہ اپنے حصے کی تمام تر تکلیفیں اور درد وہ دنیا میں ہی جھیل چکے ہیں۔ اس لیے جیسے ہی موت آئے گی ان کے راحت و سکون کے دن شروع ہو جائیں گے اور انھیں زندگی کی اذیت اور کرب سے چھٹکارا مل جائے گا۔ گویا موت ان کے لیے راحت اور آرام کا پیغام بن گئی ہے۔

دل کو سکون روح کو آرام آگیا
موت آگئی کہ دوست کا پیغام آگیا

شعر 6-

کتنا ہے بدنصیب ظفرِ دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

مفہوم : اے ظفر! تو کس قدر بدنصیب ہے کیوں کہ تمہیں تو قبر کے لیے بھی اپنے وطن میں جگہ نہیں مل سکتی ہے۔
تشریح:-

بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے۔ جس میں سوز و گداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔

اس شعر میں بہادر شاہ ظفر وطن میں دفن نہ ہونے کی اپنی بے بسی اور بدنصیبی کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر ان کے لیے بھلا اور بدنصیبی کیا ہوگی کہ بعد از موت قبر کے لیے بھی انھیں وطن میں جگہ نہیں مل سکتی ہے۔ دراصل جذبہ حب الوطنی ایک فطری جذبہ ہے اور ہر انسان میں موجود ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انسان جہاں رہتا رہتا ہے اس زمین اور گرد و پیش کی فضاؤں سے قدرتی طور پر سے محبت ہو جاتی ہے اور یہ محبت وقت کے ساتھ ساتھ دائمی اور ابدی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ جس کے سبب وہ اپنی دھرتی کو اپنی پہچان تصور کرتا ہے اور کبھی اس سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ اس لیے امیر ہو یا غریب غلام ہو یا بادشاہ ہر کسی کے دل میں وطن سے محبت ضرور ہوتی ہے۔ وہ جہاں بھی ہو وطن کی مٹی اسے اپنی جانب کھینچتی ہے۔

بہادر شاہ ظفر کا المیہ یہ ہے کہ وہ وطن سے دور ہیں اور حالتِ قید میں ہیں۔ لیکن وطن کی مٹی کی کشش دل میں موجود ہے جو انھیں مسلسل تڑپاتی ہے اور رلاتی ہے۔ اگرچہ قید کی سختیاں اور تکلیفیں بھی ہیں لیکن وطن سے دوری کو ہی وہ اپنی بدنصیبی خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کتنے بڑے بدنصیب ہیں کہ انھیں قبر کے لیے وطن کی مٹی نصیب نہیں ہو سکتی ہے۔ بقول فراز

کبھی وطن بدری کے عذاب جاں لیوا
کبھی اسیری و درماندگی کی ساعت بد

کثیر الانتخابی سوالات

- 1- بہادر شاہ ظفر کا سن پیدائش ہے۔
 (الف) ۱۷۷۵ء (ب) ۱۸۱۰ء (ج) ۱۷۶۴ء (د) ۱۸۴۶ء
- 2- بہادر شاہ ظفر کا سن وفات ہے۔
 (الف) ۱۷۲۵ء (ب) ۱۸۱۰ء (ج) ۱۷۶۴ء (د) ۱۸۶۹ء
- 3- شاہی خاندان کا فرد ہونے کے ساتھ ساتھ بہادر شاہ ظفر نے طبیعت پائی تھی۔
 (الف) شاعرانہ (ب) عاشقانہ (ج) صوفیانہ (د) قلندرانہ
- 4- شاعری میں بہادر شاہ ظفر نے اصلاح لی۔
 (الف) شاہ نصیر سے (ب) ذوق سے (ج) غالب سے (د) تینوں سے
- 5- انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر کو جلاوطن کر کے نظر بند کر دیا۔
 (الف) رنگون میں (ب) انگلستان میں (ج) دلی (د) حیدرآباد میں
- 6- رنگون کا موجودہ نام ہے۔
 (الف) برما (ب) ینگون (ج) برما اور ینگون (د) کوئی بھی نہیں
- 7- بہادر شاہ ظفر نے انتقال کیا اور وہ دفن ہیں۔
 (الف) لکھنؤ میں (ب) رنگون میں (ج) دلی میں (د) لاہور میں
- 8- بہادر شاہ ظفر کے کلیات میں شعر ہیں۔
 (الف) دس ہزار سے زیادہ (ب) بیس ہزار سے زیادہ (ج) تیس ہزار سے زیادہ (د) چالیس ہزار سے زیادہ
- 9- شاعری میں بہادر شاہ ظفر کی پہچان ہے۔
 (الف) غزل (ب) نظم (ج) نعت (د) تینوں
- 10- زبان کی صفائی اور _____ کے استعمال میں ظفر کی غزل کو ایک خاص رنگ عطا کیا۔
 (الف) محاورہ (ب) روزمرہ (ج) ضرب الامثال (د) تینوں

- 11- بہادر شاہ ظفر کا کلیات مشتمل ہے۔
 (الف) تین دوا دین پر (ب) چار دوا دین پر (ج) پانچ دوا دین پر (د) چھ دوا دین پر
- 12- کلیات ظفر میں اردو زبان کے علاوہ پنجابی اور _____ زبان کے اثرات کے حامل اشعار ملتے ہیں۔
 (الف) فارسی (ب) عربی (ج) پوربی (د) تینوں
- 13- کس کی نبی ہے _____ ناپائیدار میں۔
 (الف) عالم (ب) جہان (ج) دنیائے (د) دیار
- 14- بلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے _____
 (الف) شکوہ (ب) گلہ (ج) شکایت (د) رنج
- 15- قسمت میں قید لکھی تھی _____ میں
 (الف) فصل بہار (ب) فصل خزاں (ج) سحاب بہار (د) بادشاہت
- 16- _____ گرز میں بھی نہ ملی کوئے یار میں
 (الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار
- 17- فصل بہار میں کس کی قسمت میں قید لکھی تھی۔
 (الف) انگریز کی (ب) عوام کی (ج) فوج کی (د) بلبل کی
- 18- بقول ظفر، پھیلا کے پاؤں سوئیں گے۔
 (الف) آرام سے (ب) کنج مزار میں (ج) سکون سے (د) محل میں

جوابات

1	ا	2	د	3	ا	4	د	5	ا	6	ب	7	ب	8	ج	9	ا	10	ب
11	ب	12	ج	13	ا	14	ب	15	ا	16	ب	17	د	18	ب				

سوالات کے مختصر جوابات

سوال 1: انسان کی عمر دراز کے چار دن کیسے کٹتے ہیں؟

جواب: انسان کی عمر دراز کے چار دنوں میں سے دو دن یعنی عمر کا ابتدائی نصف حصہ آرزوئیں کرنے اور بقیہ دو دن ان آرزوئیں کی تکمیل کے انتظار میں کٹتے ہیں۔

سوال 2: بلبل کو باغباں اور صیاد سے کیا گلہ ہے؟

جواب: بلبل (شاعر) کو باغباں یعنی شاہی محافظوں اور صیاد یعنی انگریزوں سے کوئی گلہ نہیں ہے۔

سوال 3: بلبل کی قسمت میں کیا لکھا تھا؟

جواب: بلبل کی قسمت میں فصل بہار میں قید ہونا لکھا تھا۔

سوال 4: شاعر اپنی حسرتوں سے کیا کہنا چاہتا ہے؟

جواب: شاعری اپنی حسرتوں سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اس کے داغ دار دل سے کہیں دور چلی جائیں۔

سوال 5: شاعر نے اپنی کس بد نصیبی کا ذکر کیا ہے؟

جواب: شاعر نے اپنی اس بد نصیبی کا ذکر کیا ہے کہ اسے قبر کے لیے بھی اپنے وطن میں جگہ نہیں مل سکتی ہے۔

سوال 6: مقطّعے میں شاعر نے کس چیز کی تمنا کی ہے؟

جواب: مقطّعے میں شاعر نے اپنے وطن میں دفن ہونے کی تمنا کی ہے۔

سوال 7: اس غزل کا مطلع کیا ہے؟

جواب: اس غزل کا مطلع یہ ہے:

لگتا نہیں ہے دل مرا اجڑے دیار میں
کسی کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں

سوال 8: اس غزل کا مقطع کیا ہے؟

جواب: اس غزل کا مقطع یہ ہے:

کتنا ہے بد نصیب ظفر ، دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

سوال 9: اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: اس غزل کی ردیف ”میں“ ہے۔

سوال 10: اس غزل کے قافیوں کی نشاندہی کریں؟

جواب: اس غزل کے قافیے یہ ہیں:

دیار، ناپائیدار، انتظار، بہار، داغ دار، مزار اور یار

سوال 11: پہلے شعر میں شاعر نے ”اُجڑے دیار“ کو کس کے لیے استعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: شاعر نے ”اُجڑے دیار“ کو فانی دنیا کے لیے استعارہ استعمال کیا ہے۔

سوال 12: مقطع میں شاعر نے ”دو گز زمین“ کا کنایہ کس کے استعمال کیا ہے؟

جواب: شاعر نے دو گز زمین کا کنایہ قبر کے لیے استعمال کیا ہے۔